ہین ایک خاتون کے قلم سے ایسے مفید علمی مضامین اور بھی زیادہ لائق تحسین و آفرین ہین، مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ آیندہ اردو زبان کے ادیبون کی صف مین مصنفہ کی ممتاز جگہ ہوگی،

نماز اور ترقی کی تین راہین از جناب مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور تقطیع چھوٹی ضخامت ۵۲ صفحات، کاغذ کتابت وطباعت بہتر قیمت تحریر نہین، پتہ:- منیجر دار الکتب اسلامیہ نمبر ۱۰۰، اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن،

اسلام مین نماز راس العبادات ہے، اور قرآن مجید و احادیث نبوی مین اس کے بڑے فضائل اور دینی و دنیوی برکات بیان کئے گئے ہین، بہت سے علماء نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس کی تشریح و تفصیل بیان کی ہے، مولانا محمد علی لاہوری نے بھی نماز کی حقیقت اور اس کے فوائد و ثمرات پر ایک تقریر کی تھی، اس کو کتابی شکل مین شائع کر دیا گیا ہے، اس مین مقرر نے نماز کے ارکان، اور اس کی دعاؤن کے اسرار و حکم کا موجودہ اصطلاح مین اس کے فلسفہ کی روشنی مین دکھایا ہے کہ نماز ہی مسلمانون کی ہر قسم کی روحانی اور مادی فلاح کا ذریعہ ہے، اس سے انفرادی تطہیر و تزکیہ بھی حاصل ہوتا ہے، اجتماعی و قومی فلاح و سعادت بھی اور حق و صداقت کا اعلاء بھی جو اسلام کا اصل مقصود ہے، مصنف کا نقطۂ نظر اور تشریحات خاص دینی ہین، لیکن اتنی نفسیاتی اور دلنشین ہین کہ اس سے عقل پرست بھی انکار نہین کر سکتے، اس حیثیت سے یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ تعلیم یافتہ مسلمانون کے مطالعہ کے لائق ہے، البتہ ایک دو مقامون پر کھٹک پیدا ہوئی، مثلاً فصل لربک وانحر مین، "نحر" یعنی جانورون کی قربانی کے معنی ایثار و قربانی یعنی Sacrifice کے لئے گئے ہین، جو محل نظر ہے، دوسرے "رفع" کی تشریح مین مصنف نے حضرت عیسیٰ کے رفع کے متعلق اپنے عقیدہ کی تبلیغ کر دی ہے، جس کا یہ محل نہین تھا، اس لئے کہ یہ رسالہ عام مسلمانون کے فائدہ کا ہے، لیکن اس سے اس رسالہ کی خوبی مین کوئی فرق نہین آتا،

"م"

جلد ۶۵ ماہ رجب المرجب ۱۳۶۹ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۵۰ء عدد ۵

مضامین

شذرات

ساڑھے تین برس کے بعد مین بھوپال سے رخصت ہو کر واپس آیا، ابھی تو تین ماہ کی رخصت مین نے لی ہے، مگر امید یہی ہو کہ اب پھر واپسی نہ ہوگی، لیکن ابھی یہ طے نہین کیا ہے کہ زندگی کے باقی دن کہان اور کس طرح گذارے جائین، احباب مجھے بھوپال کے پتہ سے خط نہ لکھین،

ان ساڑھے تین برسون مین دنیا بدل گئی، بیسیون خیالات بدل گئے، بہت سے نظریون مین انقلاب ہو گیا، بعض ممکن اب ناممکن، اور ناممکن اب ممکن ہو گئے، ایک ملک دو ملک ہو گئے، ایک ملک کے رہنے والے خود اپنے ملک مین بیگانہ ہو گئے، غالباً تاریخ مین اس واقعہ کی مثال نہ ملے گی،

ان دونون ملکون کے درمیان بڑھتے ہوئے اختلافات کا طوفان امنڈا آرہا تھا، اور ڈر تھا کہ اس سیلاب کی زد مین خدا جانے کیا کیا آئے کہ خلیج بنگال کے دہانہ پر آکر وہ تھم گیا، یعنی بنگال کے پچھلے واقعات نے دونون ملکون کے وزرائے اعظم کو پچھلے دور زندگی پر غور کرنے اور ایک مصالحتی معاہدہ پر متفق کر دیا، بنگال ہی سے (کلکتہ اور نواکھالی) یہ سیلاب اٹھا تھا، اور شاید بنگال (مشرقی و مغربی بنگال) ہی پر آکر وہ ختم ہو گیا، خدا کرے کہ انسان کے حیوان بننے کا سلسلہ اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے،

ہندوستان اور پاکستان کا یہ معاہدہ دونون ملکون کی اقلیتون کے لئے بنیاد کا سایہ ہے، اور جیسا کہ لیاقت علی خان نے امریکہ کے ایک بیان مین کہا ہو کہ یہ قدم تقسیم کے بعد سب سے پہلے اٹھنا چاہئے تھا، مگر سوء اتفاق نے ایسا نہ

ہونے دیا، بہرحال اب جو قدم صحیح راستہ کی طرف اٹھ چکا ہو اب اس سے ہٹنا نہ چاہئے کہ اس ہٹنے مین دونون کی تباہی ہو،

اس معاہدہ نے دونون ملکون کی قدر دنیا کی نظرون مین بڑھا دی، اور دونون ملکون کے وزرائے اعظمون کے اخلاص، تدبر اور دانشمندی کی تحسین دنیا بھر کے اخبارون نے کی، خصوصیت کیساتھ پاکستان اور ہندوستان کے اڈیٹرون کی باہمی ملاقات اور مبادلۂ خیال، اور میل جول کے تعلقات نے ملک مین جو خوشگوار فضا پیدا کی ہو اس سے امید ہوتی ہو کہ شاید ہماری مصیبتون کے بادل ان دونون ملکون کے افق سے ہمیشہ کے لئے چھٹ گئے،

ہندوستان کے باشندون کو یاد رکھنا چاہئے کہ آج وہ زمانہ ہے جس مین ساری دنیا سمٹ کر ایک گھر مین جمع ہو گئی ہو، اور ساری قومین مل جل کر آیندہ دنیا کا نقشہ بنا رہی ہین ایسی حالت مین ہندوستان کے کچھ لوگون کا یہ خیال کہ وہ اپنی دنیا الگ بنائین اور ہزارہا سال پیچھے ہٹ کر پھر ملک کو ویسا ہی بنا دین جیسا پہلے تھا، اس کے معنی یہ ہین کہ ہم ریل اور ہوائی جہاز کے اس دور مین پھر سے بہلی اور رتھ پر سوار ہو کر اپنا سفر شروع کر دین، اور آپ دیکھین گے کہ یہ تخیل ہندؤن اور مسلمانون مین نہین بلکہ ہندؤن اور ہندؤن مین تفرقہ پیدا کر دیگا اور اس ملک کو بھی بیسیون ملکون مین تقسیم کر دیگا،

اپنے صوبہ کے ٹنڈن جی کی آواز تھم تھم کر پھر سنائی دیتی ہے اخبارون مین آیا ہو کہ راج رشی نے مسلمانون سے کہا ہو کہ وہ ہندو کلچر کو اختیار کرین ورنہ پاکستان کی راہ لین، اگر یہ بیان صحیح ہے تو ٹنڈن جی سے اول تو میرا یہ کہنا ہے کہ کیا وہ ملک کے ڈکٹیٹر ہین یا بادشاہ، جو پوری قوم کی طرف سے اپنے خیال کا اظہار حکم کے لہجہ مین کرتے ہین، وہ اس صوبہ کی اسمبلی کے ایک اسپیکر اور اس صوبہ کی کانگریس کے صدر ہین، اس سے زیادہ ان کی کوئی وقعت نہین، اور اس لئے وہ اس تحکمانہ لہجہ مین باتین کرکے اپنے متعلق غلط فہمی مین مبتلا نہ ہون،

وہ ہندو کلچر جس کے وہ منادی ہین، کہان پایا جاتا ہے، کیا ان کی داڑھی ہندو کلچر ہے کیا ان کا ننگا سر ہندو کلچر ہے، کیا بھارت کی یونیورسٹیون مین ہندو کلچر ہے، کیا ہمارے بڑے بڑے عہدہ دارون، انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانون اور طالب علمون کے طور و طریق اور لباس و صورت اور زبان و بیان اور طریق زندگی مین ہندو کلچر ہی آج ہر جگہ یورپ

کا تمدن پھیل رہا ہے، اوسی کی پیروی ترقی کا نام پا رہی ہے، ہمارے نوجوان برملا کہتے ہین کہ یورپ کے اس غلبہ اور استیلا کو جو ہر میدان مین نظر آرہا ہے، آج ہندو کلچر سے نہین بلکہ اُسی کے طور و طریق سے روک سکتے ہین، اور اب یہ پرانی باتین کسی پرانے ڈھنگ کے ملک مین بھی نہین چل سکتی ہین، اس لئے اگر کوئی نئے زمانہ کا دل جلا نوجوان کسی دن خود راج رشی سے یہ کہدے کہ رشی جی آپ یورپین کلچر اختیار کیجئے، ورنہ ہندوستان چھوڑ کر خیال کی ترائی مین چلے جائیے، اور وہین تپسیا کیجئے، تو کیا ہوگا،

ہندوستان کے بچاؤ کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ ملک آنکھین بند کر کے جواہر لال کے پیچھے چلے، ان کے خیالات کو دل مین جگہ دے، اور اُن کے احکام کی تعمیل اور اُن کی نصیحتون پر عمل کرے، ورنہ تنگ خیال تحریکین ملک کو ویران کر دین گی، صوبون کی زبان وار تقسیم، ہزار سال کی مردہ ریاستون کو دوبارہ جنم دینے کا خیال، سنسکرت کو ملک کی زبان بنانے کی تحریک، یہ سب اسی تنگ خیالی کی پیداوار ہین،

بھارت نے جو اپنا آئین تیار کیا ہے اس مین اقلیتون کے جان و مال، عزت و آبرو، اور مذہب و تمدن و زبان کی حفاظت اور حقوق کی مساوات کی جو دفعہ رکھی ہے، اس کا بار بار ذکر آتا ہے، اور اس کو اقلیتون کی حفاظت کا سنگی قلعہ سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے، مگر یہ نکتہ ذہن سے نکل جاتا ہے کہ کاغذ پر لکھا ہوا آئین کسی اقلیت کی حفاظت کا سامان نہین، بلکہ اس پر عمل حفاظت کا سامان ہے، اگر اکثریت کا طرز عمل اس آئین کے مطابق نہ ہو تو آئین بھی ردی کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہین، ضرورت ہے کہ بھارت کے باشندے اس آئین کی قدر کرنا سیکھین، اور اپنی غلط کاری سے انصاف اور برابری کی ان سطرون کو نہ کاٹ دین، جو اُن کے نمایندون نے ان کی رہنمائی کے لئے اس آئین نامہ مین لکھی ہین،

مقالات

ہندوستان کے مسلمان حکمرانون کے زمانہ مین

فنون جنگ

از

جناب سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب ایم، اے

(۳)

آغاز جنگ جنگ عموماً صبح کو شروع ہوتی، اور شام تک ختم کر دی جاتی، مگر فریقین دن کا کچھ حصہ گذار کر لڑائی شروع کرنے کی کوشش کرتے تاکہ ہزیمت اور شکست کی حالت مین رات کی تاریکی فرار ہونے مین معاون ہو،

لڑائی شروع ہونے سے پہلے سر لشکر کے حکم سے نقارہ بجتا، کرنا پھونکا جاتا اور تکبیر کہی جاتی، تو سارے لشکری تیاری مین مشغول ہو جاتے، نقارہ کی دوسری آواز مین وہ اپنے گھوڑون کے ساتھ مسلح ہو کر اپنی اپنی صفون مین کھڑے ہو جاتے، تیسری آواز مین وہ گھوڑون پر سوار ہو کر مزید حکم کے منتظر رہتے[۱]، جب نوبت نفیری بجاتے تو لڑائی شروع ہو جاتی[۲]، مسلمان سپاہی اللہ اکبر اور ہندو نارائن یا مہادیو کے نعرون کے ساتھ آگے بڑھتے، تیموریون کے دور مین بھی کم و بیش یہی طریقہ مروج تھا، نقارہ اور کرنا ہی سے جنگ کا آغاز کیا جاتا،

---

[۱] آداب الحرب بحوالہ اسلامک کلچر اکتوبر ۱۹۳۶ء ص ۴۰۵ تغلق نامہ ص ۲،

[۲] ایضاً ص ۲۳ و ۱۳۶،

تھا، جنگی نعرے کے لئے اس دور میں جا بجا سورن کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے، مسلمان سپاہی نعرہ کے لئے اللہ اکبر کے علاوہ مختلف قسم کے سورن تھے، کبھی وہ بستان اور کبھی "دو" کے غلغلے بلند کرتے،

اکبری عہد میں تیموریوں کی فوج احمد آباد میں محمد حسین مرزا کے خلاف جنگ کر رہی تھی، تو اس موقع پر ملا بدایونی رقمطراز ہیں:

فروشد بماہی و برشد بماہ ... بن نیزہ و قبۂ بارگاہ

جو نیلگون شد زمین آبنوس ... بجوشید دریا ز آواز کوس

بانگشت لشکر بہامون نمود ... سپاہی کہ آزا کرانہ نبود

کمال کیانی درآمد بزہ ... یکے گفت بستان یکے گفت دہ[۴۴]

کبھی "بزن بزن" اور "کش کش" کی بھی صدائیں بلند ہوتیں،[۴۵] اکبر کا سورن یا معین تھا،[۴۶] احمد آباد کی ایک جنگ میں سیف خان کوکلتاش "یا اجمیری یا اجمیری" کہتا ہوا جان بحق ہوا،[۴۷] کبھی لشکری بادشاہ کے نام کا نعرہ لگاتے ہوئے یورش کرتے،[۴۸] کبھی منادی "الجراۃ خیر من الجبن" (جرأت بزدلی سے بہتر ہے) کی ندا دیکر لشکریوں کی ہمت بڑھاتے، (سیر المتاخرین جلد دوم ص ۴۰۴)

ہندو ناموں کے علاوہ "رام رام" کہتے ہوئے آگے بڑھتے،[۴۹] مرہٹے "گوپال گوپال" اور "ہر ہر مہادیو" چلایا کرتے تھے،

جنگ کی شدت میں تیغ اور نیزہ سے لڑنے والے سوار مخالف فوجوں کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتے،

---

[۴۳] مثال کے لئے دیکھو ملفوظات تیموری الیٹ جلد سوم ص ۴۰۸، اکبرنامہ جلد سوم ص ۱۰۶۰، تزک جہانگیری ص ۱۹۶، عالمگیرنامہ جلد اول ص ۱۰۱ وغیرہ۔ [۴۴] بدایونی جلد دوم ص ۱۶۲ [۴۵] ایضاً جلد اول ص ۳۴۵، خافی خان جلد دوم ص ۵۰۰ [۴۶] اکبرنامہ جلد سوم ص ۵۵، تزک جہانگیری ص ۲۰ [۴۷] اکبرنامہ جلد سوم ص ۳۰، بدایونی جلد دوم ص ۱۰۰ [۴۸] تزک جہانگیری ص ۱۰۳ [۴۹] رقعات عالمگیری ص ۲۹،

ایسی حالت میں دوست اور دشمن کا امتیاز یا تو خاص خاص لباس سے کیا جاتا یا نہیں، تو مقررہ الفاظ ہوتے، محمد تغلق جب عین الملک کے خلاف جنگ کر رہا تھا، تو اس سلسلہ میں ابن بطوطہ لکھتا ہے:

"بادشاہ نے اس رات اپنی علامت "دہلی" اور "غزنی" مقرر کی تھی، جب ہمارے لشکر کا کوئی سوار دوسرے کو ملتا تھا، تو دہلی کا لفظ کہتا تھا، اگر دوسرے نے غزنی کا جواب دیا تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمارے لشکر کا ہے ورنہ حکم تھا کہ اس کو قتل کردو"[۵۰]

غیاث الدین تغلق خسرو خان سے معرکہ آرا تھا، تو اس کی فوج کی علامت کا لفظ "قلا" تھا،[۵۱] تیموری دور کی کسی فوج کا امتیازی لفظ معلوم نہیں ہو سکا،

یورش

یورش میں عموماً پہلے مقدمہ کی فوج آگے بڑھتی، پھر میمنہ کی فوج پیش قدمی کرتی،[۵۲] پھر قلب معرکہ آرا ہوتا، میسرہ آخر میں بڑھتا،[۵۳] مسلمان حکمرانوں کے ابتدائی دور میں جب آتشین اسلحہ کی فراوانی نہ تھی، تو غنیم کی فوجوں میں پہلے تیروں کی بارش سے انتشار پھیلانے کی کوشش کی جاتی، راجہ پتھورا کے خلاف دوسری جنگ کرنے کیلئے شہاب الدین غوری میدان میں اترا تو طبقات ناصری کے مصنف کا بیان ہے:

فرمان داد کہ می باید کہ از چہار طرف میمنہ و میسرہ و خلف و قدام لشکر بہر طرف دہ ہزار سوار تیر انداز دست بر لشکر کفار می دارند[۵۴]

مسلمانوں کی حکومت جب ہندوستان میں باضابطہ قائم ہوئی، اور لشکر میں ہاتھیوں کی تعداد زیادہ رہنے لگی، تو ہاتھیوں پر برجوں سے ڈھکے ہوئے آہنی ہودج میں تیر انداز سوار رہتے تھے،[۵۵] تغلق نامہ میں ہے:[۵۶]

صف پیلان چون صف ابر ازار ... ہر ابرے، برق حملہ، باد رفتار

ز خود ہر پیل چون کوہے باشکوہ ... بروبر گستوان چون ابر بر کوہ

---

[۵۰] سفرنامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ص ۱۹۱ [۵۱] تغلق نامہ ص ۱۲۳ [۵۲] مثال کے لئے دیکھو کلکی میں علاء الدین اور قتلغ خواجہ مغل کی جنگ، برنی ص ۲۶۰ [۵۳] آداب الحرب بحوالہ اسلامک کلچر اکتوبر ۱۹۳۷ء [۵۴] طبقات ناصری ص ۱۲۰ [۵۵] صبح الاعشیٰ بحوالہ معارف جلد ۴۳ نمبر ۲ [۵۶] تغلق نامہ ص ۹۲۔

بر پشت پیل ترکان تیر در شست جو کوہ کر پشت کوہ نشست[۵۱]

ہودج کے برجون کی ہر سمت مین سوراخ بنے ہوتے تھے جن سے تاک تاک کر تیرون کے نشانے لگائے جاتے تھے، یہ تیر کبھی آتشین اور کبھی زہرین بجھے ہوتے تھے، ہاتھی کی عماریون پر سے شیشہ کی نلکیون کے ذریعہ سے روغن نفط بھی دشمنون پر اچھالا جاتا تھا، جس سے شعلے پیدا ہوتے تھے، کبھی منجنیق کے ذریعہ سے پتھر اور آتش گیر مادے پھینکے جاتے تھے، محمود تغلق تیمور کے خلاف جنگ کر رہا تھا، تو اس کے ہاتھیون پر رعد انداز، آتش باز، اور تخش انداز تھے[۵۲]، تیموریون کی آمد سے پہلے دکنی ریاستون مین توپون کا بھی رواج ہوگیا تھا، چنانچہ توپون اور بارود سے بھی دشمن مین اختلال پیدا کیا جاتا، کبھی ان کی صف شکنی ہاتھیون کے یلغار سے بھی کی جاتی،

ان ذرائع سے غنیم کے لشکر مین سراسیمگی پھیل جاتی تو شمشیر تیغ، تبر، اور نیزے سے لڑنے والے سوار اور پیدل سپاہی اپنے افسرون کے حکم اور اشارے پر تیزی سے آگے بڑھتے پھر گھمسان کی لڑائی شروع ہوجاتی لڑائی کا سارا دباؤ غنیم کے قلب یعنی مرکزی صف پر ہوتا؛ جہان عموماً سرلشکر کی جگہ ہوتی، اس لئے حکم انداز یعنی ماہر تیرانداز خاص خاص جگہون پر مامور کئے جاتے کہ وہ اپنے تیرون کے نشانہ سے غنیم کے سرلشکر کو ہلاک کردین، یا اس کے ہاتھی کو مجروح کردین، پھر فتح و نصرت مین آسانی ہوجاتی،

فوج کا کوئی بازو کمزور ہوتا ہوا نظر آتا، تو فوج محفوظہ یا دوسرا بازو مدد کو پہنچتا، اس قسم کی مدد پہونچانے مین غیر معمولی جنگی احتیاط کی جاتی تھی، ہمایون اور شیر خان کے درمیان قنوج مین جنگ ہو رہی تھی، تو عباس خان سروانی کا بیان ہے،

شہنشاہ (یعنی ہمایون) کے مقدمۃ الجیش کو خواص خان کے لشکر نے شکست دی لیکن شیر شاہ کے میمنہ نے جو جلال خان کی نگرانی مین تھا، شکست پائی، اس بازو کے چار سردارون جلال خان، میان ایوب سروانی، غازی بکلی محمد گکھر نے میدان نہین چھوڑا، جب شیر شاہ

۵۱ صبح الاعشیٰ بحوالہ معارف نمبر ۳ جلد ۹، ۵۲ ملفوظات تیموری ایلیٹ جلد سوم،

نے دیکھا کہ اس کے میمنہ کو شکست ہوگئی ہے، تو خود قلب سے اپنے لشکر کو لے کر مدد کرنے کا ارادہ کیا، لیکن قطب خان لودی نے عرض کیا کہ حضور اپنی جگہ کو نہ چھوڑین، کہین لوگون کا خیال ایسا نہ ہو کہ قلب سپاہ کو بھی شکست ہوگئی، اس وقت مناسب یہ ہو کہ دشمنون کے درمیان گھس جائین، جب شیر شاہ کی سپاہ سیدھی ہمایون بادشاہ کے لشکر کی طرف چلی تو اس نے اس سپاہ کو شکست دی جس نے اس کے میمنہ کو شکست دی تھی اور وہ بھاگ کر ہمایون کے قلب سپاہ مین چلی گئی، شیر شاہ میمنہ کے سامنے مغلون کو پیچھے ڈھکیل چکا تو اس کے میسرہ کی فوج اپنے مد مقابل فوج کو ہٹا کر ہمایون بادشاہ کے قلب کی طرف بڑھی، شکست یافتہ میمنہ نے بھی پھر کر ہمایون بادشاہ کو گھیر لیا،[۵۳]

امیر تیمور نے غنیم سے لڑنے کے لئے، جو خاص خاص ضوابط و قوانین مرتب کئے تھے، وہ بہت ہی واضح اور روشن ہین، وہ خود تزوک تیموری مین لکھتا ہے:[۵۴]

"فوج غنیم سے ایک منزل کی مسافت پر رو برو کھڑی ہو......... اور مین نے حکم دیا کہ جنگ کے ایک روز پہلے صف آرائی ہوجائے، اور فوج کو آراستہ کرکے قدم آگے بڑھایا جائے، اور جب ایک سمت سے جائین، پھر اسی سمت اپنے گھوڑون کے سرون کو نہ پھیرین، اور دائین بائین اپنے کو متوجہ نہ کرین، اور مین نے حکم دیا، کہ لشکریون کی نظر غنیم کی فوجون پر پڑے تو بلند آواز سے تکبیر لشکر سورن یعنی جنگی نعرے لگائین،.......

"اور اگر لشکر کا عارض دیکھتا ہو کہ کوئی سردار غلطی کر رہا ہے تو وہ اس کی جگہ پر دوسرے کو مامور کرے،........

اور مین نے حکم دیا کہ لشکر کے سردار عارض مدد سے غنیم کی فوج کی کمی اور زیادتی کو ملاحظہ

۵۳ ذکاء اللہ جلد سوم ص ۳۰۳، ایلیٹ جلد چہارم ص ۳۰۲ ۵۴ تزوک تیموری ص ۲۰۷، ۱۹۱،

کرین، اور اپنے اور غنیم کے سردارون کا مقابلہ کرین، اور کمی اور زیادتی کی تلافی اور تدارک
کرین، اپنی اور دشمن کی سپاہ کے اسلحہ کا جائزہ لین، اور غنیم کی رفتار کو دیکھتے رہین کہ
آہستہ اور مسلسل وہ جنگ کرتے ہین یا اضطراب کے ساتھ،

"اور دشمن سے لڑنے کا طریقہ ذہن نشین کر لین، کہ ایک ساتھ حملہ کرین، یا ایک فوج
کے بعد دوسری فوج کو بھیج کر حملہ کرین اور یہ دیکھین کہ حملہ کے وقت دشمن پہنچ کر واپس جاتا
ہے، اور پھر دوبارہ حملہ کرتا ہے، یا پہلے ہی حملہ پر اکتفا کرتا ہے، اگر ایسا ہو تو اپنے جانب
کی فوج جو اُن کے حملہ کا صدمہ برداشت کرتی ہے، صبر کرے، کیونکہ ایک ساعت کا صبر
ہی اصلی بہادری ہے،

"اور مین نے حکم دیا کہ جب تک دشمن خود جنگ مین پیشقدمی نہ کرے، اس پر سبقت نہ
کرین، اور مین نے حکم دیا کہ جب دشمن میدان مین آئے، سردار کو افواج نہگانہ پر نظر رکھنا
اور ان کو کام کرنے کی ہدایت کرنا چاہئے، کیونکہ سردار کا کام یہی ہے کہ فوج کو کام مین لگائے
اور سردار کو چاہئے کہ کام کے وقت اپنے دل کو کمزور نہ کرے، اور ہوش و حواس مین خلل نہ
آنے دے، اور ہر فوج کو بمنزلہ ایک ہتھیار کے ہاتھ مین رکھے، کوئی تیر ہو، کوئی تبر کوئی
تلوار، کوئی گرز، کوئی چھری اور کوئی خنجر، اور ہر فوج سے خاص خاص اوقات مین کام لے،
اور سردار کو چاہئے کہ نہ تو فوج کو اور نہ خود اپنے کو ایک کشتی لڑنے والے شخص کی طرح سمجھے جو
اپنے ہر عضو یعنی ہاتھ پاؤن، سر اور سینہ وغیرہ سے لڑائی کرتا ہے، اور امید ہے کہ جب
تلوار کی نو ضرب باری باری دشمن کو لگے گی، تو وہ نوین ضرب مین ضرور شکست پا جائے گا،

اور سردار کو چاہئے کہ پہلے ہراول فوج کو دشمن کے مقابلے مین بھیجے، اور ہراول برانغار
کو اس کے پیچھے مدد کو بھیجے، اور ہراول برانغار کے پیچھے، ہراول جرانغار کو بھیجے، تاکہ دشمن کی

فوج پر تین ضرب لگے، اور اگر اس وقت ہراول شکست کھا جائے، تو برانغار کی فوج
اول کو روانہ کرے، اور اس کے پیچھے جرانغار کی فوج دوم کو بھیجے، اگر فتح حاصل نہ ہو تو برانغار
کی فوج دوم کو آگے بڑھائے، اور اس کے پیچھے جرانغار کی فوج اول کو روانہ کرے، اور مجھکو
اطلاع دے، اور میرے رایات کا منتظر رہے، اور خدا پر بھروسہ کر کے سردار خود شریک جنگ
ہو، اور مجھکو معرکہ مین حاضر سمجھے، کہ بہ توفیق الٰہی جب دشمن پر آٹھ ضرب لگے گی تو نوین ضرب
مین شکست کھا جائے گا، اور فتح حاصل ہو جائے گی،

اور سردار کو جلدی بھی نہین کرنی چاہئے، اور لشکر کو کام پر لگائے، اور جب خود اس کی
باری آئے تو جہان تک ممکن ہو، اپنے کو قتل نہ ہونے دے کہ سردار کے قتل ہو جانے سے
بدنامی ہوتی ہے، اور دشمن اور بھی دیدہ دلیر ہو جاتا ہے، پس سردار کو چاہئے کہ رائے اور
تدبیر سے کام کرے، اور عجلت نہ کرے کہ عجلت شیطان کا کام ہے، اور ایسی جگہ نہ جائے،
جہان سے نکل نہ سکے،.........

"مین نے حکم دیا کہ اگر غنیم کا لشکر بارہ ہزار سے زیادہ ہو لیکن چالیس ہزار تک نہ
پہنچا ہو، تو اس کے مقابلہ مین میرے کامگار فرزندون مین سے کوئی ایک سردار ہو، اور
اس کے رکاب مین دو بیگلربیگی، امراء اور اتنے قشون، تومان اور الوس ہون، جن مین
چالیس ہزار سوار سے کم نہ ہون، اور غالب ہونے والی فوج کو چاہئے کہ مجھکو حاضر سمجھ کر تدبیر
جوانمردی اور بہادری کے سررشتہ کو ہاتھ سے جانے نہ دین،.........

اور سردار وہی ہے کہ غنیم کی سپاہ کے سردارون کو شمار کر کے ان کے مقابلہ مین سردارون
کو متعین کرے، اور دشمن کی سپاہ مین تپچیون، شمشیر اندازون اور نیزہ بازون کو نگاہ مین
رکھے، اور غنیم کی سپاہ کی رفتار کو دیکھے کہ وہ پیوستہ یا آہستہ فوج پر فوج میدان جنگ مین لاتا ہے

یا تیزی سے آتا ہے؟ اور اپنے درآمد و برآمد کی راہ کو میدان جنگ مین ملاحظہ کرے، اور غنیم کی
جنگ کے شیوہ اور روش کو دریافت کرے، کیونکہ کبھی وہ اپنے کو کم نمودار کرتے ہین اور اپنے کو
بھاگتے ہوئے ظاہر کرتے ہین، ان کے مکر اور گریز پائی سے محفوظ رہنا چاہئے،

اور جنگ کا تجربہ کار اور آزمودہ سردار وہی ہے کہ جنگ کے معاملات کو سمجھتا ہو کہ کون سی
فوج کو آگے بڑھانا چاہئے، اور کون سے رخنہ کو تدبیر سے بند کرنا چاہئے، اور کس طرح لڑائی
لڑانی چاہئے، سردار وہ ہے جو غنیم کے ارادہ کو سمجھتا ہو کہ کس روش پر وہ جنگ کرے گا اور
اس کے تمام شیوہ کو اس پر مسدود کر دیتا ہو............

اور سردار وہ ہے کہ غنیم کی رفتار پر نظر رکھتا ہو: اور ہر ایسے امیر کو جو بغیر حکم کے حرکت اور
تیزی کرتا ہو تنبیہ کرتا ہو.........

اور سردار وہ ہے کہ غنیم کے درآمد و برآمد پر نظر رکھتا ہو، اور جنگ کرنے مین اضطراب
کا اظہار نہ کرتا ہو، یہان غنیم خود جنگ مین پیشقدمی کو راہ دیتا ہو، اور جب غنیم لڑائی شروع
کر دے، تو سردار کو چاہئے کہ اس کی لڑائی کے طریقے کو دیکھے کہ کس طرح وہ میدان
جنگ مین داخل ہوتا ہے اور باہر جاتا ہے، اور کس طرح اس پر حملہ کیا جائے،
"کبھی غنیم اپنی تعداد کو کم دکھانے کی کوشش کرتا ہے اور بظاہر بھاگتا نظر آتا ہے
لیکن اس کے اس قسم کے مکر و فریب مین نہین آنا چاہئے،

عقلمند اور تجربہ کار سردار وہ ہے جو جنگ کے طریقون سے واقف ہو کہ کونسی فوج
کو آگے بڑھانا چاہئے اور اگر فوج مین رخنہ پیدا ہو رہا ہو، تو کون سی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے"
سردار کو چاہئے کہ غنیم کے ارادے سے واقف رہے کہ کس طرح وہ جنگ کریگا، اور کس طرح
اس کی چالون کا انسداد کیا جائے گا؛ ....

"اور سردار کو چاہئے کہ یہ دیکھے کہ غنیم میدان مین پیش قدمی کر کے حملہ کرتا ہے یا اپنے چپ و
راست کی فوجون کو بڑھائے ہوئے ہے، ایسی حالت مین سردار کو چاہئے کہ پہلے ہراول کو ان
کے روبرو کرے اور جنگ کرے، اور پھر ہراول چپاول اور ہراول شقاول کو ہراول کلان
کی مدد کو بھیجے، اور ان کے پیچھے چپاول کی فوج اول، اور شقاول کی فوج دوم کو بڑھا کر
جنگ کرے، اور پھر ان کے پیچھے چپاول کی فوج دوم اور شقاول کی فوج اول کو روانہ کرے

اگر ان سات ضربون سے غنیم پر فتح حاصل نہ ہو، تو اس وقت ہراول برانغار اور
ہراول جرانغار دوڑایا جائے، یہان تک کہ غنیم پر نو ضربین وارد ہو جائین، اور اگر ان نو ضربون
سے بھی فتح میسر نہ ہو تو برانغار کی فوج اول اور جرانغار کی فوج دوم آگے بڑھانی چاہئے

اگر ان گیارہ ضربون پر بھی فتح حاصل نہ ہو تو برانغار کی فوج دوم اور جرانغار کی فوج
اول جنگ کے لئے بھیجی جائے، پھر امید ہے کہ ان تیرہ ضربون کے بعد غنیم کی فوج کو شکست
ہو جائے گی، اور فتح حاصل ہو گی،

اور اگر احیاناً ان تیرہ ضربون سے بھی فتح حاصل نہ ہو تو اس وقت سردار کو چاہئے کہ قول
کی فوج کو آراستہ کر کے اس طرح روانہ کرے کہ غنیم کی نظر مین وہ پہاڑ نظر آئے،
وہ آہستہ اور پیوستہ ہو کر روانہ ہو۔ اور فوجی بہادرون کو حکم دے کہ شمشیر لے کر ہجوم کرین،
اور قیچیان تیر چلائین، اور اگر فتح نہ ہو تو خود سردار جنگ کے لئے قدم بڑھائے، اور میری
رایات کا منتظر ہو............

"اور مین نے حکم دیا کہ افواج جنگگانہ کے امراء کو جب تک میرا فرمان نہ پہونچے جنگ
شروع نہ کرین اور جب تک جنگ کی نوبت ان لوگون تک نہ پہونچے، دست برد نہ
دکھائین، لیکن جنگ کے لئے مستعد و آمادہ رہین،

"اور جب جنگ کا حکم ان کے پاس پہنچ جائے، تو غنیم کی روش کو دیکھ کر جنگ کریں،
یہ دیکھیں کہ غنیم کس راستہ سے آتا ہے، اس راستہ کو اس کے لئے بند کردیں، اور جو راستہ غنیم
کے لئے بند ہوگیا ہو، اس کو پھر تدبیر سے کھولیں،

اور میں نے حکم دیا کہ جب ہراول ہراول جنگ میں پیش قدمی کرے، امیر ہراول ہراول
جنگ میں پیش قدمی کرے، امیر ہراول اپنی فوج کے چھ حصوں کو یکے بعد دیگرے، ایک
دوسرے کے پیچھے جنگ کے لئے بڑھائے، اگر اس طرح چھ متواتر ضربیں لگائی جائیں
تو غنیم کو شکست ضرور ہو جائے گی، اس وقت امیر چپاول کو بھی چاہئے کہ اپنی چھ فوجوں کو
باری باری کمک کو بھیجے، اور خود حملہ آور ہو اور اسی طرح افواج شقاول کے امیر کو اپنی
چھ فوجوں کو آگے والی فوج کی مدد کو روانہ کرے، اور اپنے کو بھی وہاں تک پہنچائے، "
جب اٹھارہ ضربیں غنیم پر لگائی جائیں گی تو اس کو شکست ہوگی،

"اور اگر اس کے باوجود غنیم خیرگی دکھائے، تو امیر برانغار کو چاہئے کہ اپنے ہراول کو بڑھائے
اور امیر جرانغار بھی اپنے ہراول کو روانہ کرے،

"جب چپ و راست سے یہ دونوں ہراول بڑھیں گے، تو البتہ غنیم کا لشکر بے تاب
اور ناتوان ہوگا،

"اور اگر اس پر بھی غنیم خیرہ رہے تو امیر برانغار و امیر جرانغار اپنی اپنی فوج کو باری
باری غنیم کی طرف بڑھائیں، اور اگر وہ دیکھیں کہ غنیم کی فوج کو افواج قاہرہ سے شکست
نہیں ہو رہی ہو تو برانغار اور جرانغار کے امیر خود ...... دشمنوں کے رفع دفع کرنے
میں متوجہ ہوں،

"اور اگر اس وقت برانغار اور جرانغار کے امیروں کا حال خراب ہو، تو امیرزادگان

جو طرح برانغار میں ہوں، اور خویشاوندان جو طرح جرانغار میں ہوں غنیم پر حملہ آور
ہو جائیں، اس وقت ان کی نظریں سردار اور سردار کے علم پر ہوں اور شجاعت اور
جوانمردی سے غنیم کی صف شکنی کریں، اور غنیم کے سردار کو گرفتار کرنے کا قصد رکھیں،
اور کوشش کریں کہ مخالفوں کا علم نگونسار ہو،

"اور اگر ان تمام ضربوں کے باوجود بھی غنیم اپنی جگہ پر قائم ہو تو اس وقت چاہئے کہ
متفرق فوجیں، قول کے بہادر، اوساقات (قبیلے) کی فوجیں جو قول کے عقب میں آراستہ
ہوں، یکبارگی ہجوم کر کے حملہ آور ہو جائیں،
اور اگر اس وقت بھی فتح نہ ہو تو سلطان کو چاہئے کہ خود قوی دل اور بلند ہمت کے ساتھ
حرکت کرے"،

اور اگر غنیم قزاقی کر کے چپاول، شقاول، برانغار اور جرانغار کو برہم کر کے قول تک
پہنچ گیا ہو، تو سلطان کو واجب ہے کہ اپنے پائے شجاعت کو صبر کے رکاب میں مستحکم کرے
اور غنیم کے رفع و دفع کرنے کی طرف متوجہ ہو،

گولہ باری | مندرجہ بالا طویل اقتباسات سے لڑائی کے موقع پر تیموری فوجوں کی مختلف صفوں
کی یورش، یلغار اور طرز جنگ کا اندازہ ہوا ہوگا، تیمور کے جانشین مصالح اور مواقع کی بنا پر
ان میں وقتاً فوقتاً فروعی ترمیم کرتے رہے، لیکن اصول تمام تر یکساں رہے، آتشیں اسلحہ کی غیر معمولی
ترقی سے بھی یورش و یلغار کی نوعیت بدلتی رہی، جب فوج میں آتشیں اسلحہ کی کثرت ہوتی، تو
غنیم کے لشکر میں انتشار پھیلانے اور جلد از جلد زیادہ سے زیادہ نقصان پہونچانے کی غرض سے
جنگ کی ابتدا توپ و تفنگ یعنی رعد، دیگ، بان، زنبورک، ضرب زن، ہتنال، گجنال، شترنال
شاہین، دھماکے، اور رہکلے کے وار سے کی جاتی،

رانا سانگا کے خلاف بابر کی فوج صف آرا ہوئی تو اس نے تفنگچیوں اور رعد اندازوں کو اپنی فوج کے آگے رکھا، ارابوں پر تفنگ اور رعد تھے، اور یہ ارابے زنجیروں سے متصل تھے جن کے پیچھے تفنگچی اور رعد انداز محفوظا کھڑے تھے، یہ طریقہ رومیوں کا تھا، چنانچہ بابر خود اپنی تزک میں لکھتا ہے :-

"رعایت حزم را مرعی داشته بطریق غزات روم بجهت تفنگچیان و رعد اندازان که در پیش سپاه بودند، صفے از ارابه ترتیب نموده بایکدگر بزنجیر اتصال داده شد" (ص ۲۱۳)

بابر کے قول میں شاہی تفنگچی تعینات ہوئے، اور قول کے دائیں جانب بھی تفنگچی اور ضرب زن تھے جن کی نگرانی نادر العصر مصطفیٰ رومی کر رہا تھا، قول کے آگے بھاری بھاری توپوں کے ساتھ نادر العصر استاد علی قلی تھا، لڑائی شروع ہوئی تو مصطفیٰ رومی نے ارابے کو آگے بڑھایا، اور تفنگچیوں اور ضرب زنوں کے ذریعہ سے راجپوتوں کی صفوں کو درہم برہم کرنا شروع کیا، اکبر نامہ میں ہے :-

"مصطفیٰ رومی از غول حضرت جہانبانی ارابہا را پیش آورد، و تفنگ و ضرب زن انجنان صفوف مخالف را درہم شکست که زنگ از آئینه دلہاے بہادران بزدود، و وجود بسیارے از مخالفان با خاک ہلاک برابر کردہ برباد فنا داد" (ج ا ص ۱۰۸)

اور جب لڑائی گھمسان ہونے لگی تو بابر نے حکم دیا کہ ارابے کے پیچھے سے قول کے راست و چپ سے اس کی خاص فوج آگے بڑھے، اور آگے بڑھتے وقت تفنگچیوں کے لئے بیچ میں جگہ چھوڑ دے اور جب یہ فوج آگے بڑھ رہی تھی، تو استاد علی قلی نے جو قول کے آگے تھا، اپنی توپوں سے آتش باری شروع کی، ان توپوں سے بڑے بڑے گولے پھینکے جانے لگے، ان گولوں کا ذکر بابر نے ان الفاظ میں کیا ہے،

"سنگہاے عظیم القدر کہ چون در پلۂ میزان اعمالش نہند صاحبش فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ نام بر آورد، اگر بر کوہ راسخ و جبل شامخ اندازند كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ از پا در آورد" (ص ۲۱۶)

ان گولوں سے راجپوتوں میں بڑی سراسیمگی پھیلی، اسی اثنا میں قول کے شاہی تفنگ انداز نے بھی ارابے کے پیچھے سے آگے بڑھکر یلغار کیا، اور جب یہ غنیم کو موت کے گھاٹ اتار رہے تھے، تو بابر قول کے ارابے کو لے کر آگے بڑھ گیا، پھر لڑائی انتہائی شدت کو پہونچ گئی، اور راجپوتوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔[۱]

پانی پت کی دوسری لڑائی میں ہیمو کو اپنے توپخانے کی کیفیت اور کمیت دونوں پر بڑا ناز تھا، اس لئے پہلے اس نے اپنی بھاری بھاری توپوں کو آگے بھیج کر لڑائی شروع کی، لیکن اکبر کے لشکریوں نے عجلت چابکدستی اور غیر معمولی جانبازی سے کام لے کر ان پر قبضہ کر لیا، جس سے ہیمو کی قوت پر بڑی ضرب کاری لگی،[۲]

۹۸۲ھ میں اکبر کی فوج بنگال میں بجورا کے پاس داؤد خان کے خلاف معرکہ آرا ہوئی تو دونوں طرف لشکر کے آگے منگلوسی ہاتھی رکھے گئے، اکبر کی فوج میں ضرب زن اور زنبورک چھکڑوں میں رکھے ہوئے تھے، لڑائی شروع ہوئی تو داؤد خان نے اپنے ہاتھیوں کو آگے بڑھایا، لیکن شاہی فوج کے ضرب زن اور زنبورک نے ہاتھیوں کو آگے بڑھنے سے روکا، گولہ باری سے ہاتھی مڑ کر بھاگے، اور پھر اتنی سخت گولہ باری ہوئی، کہ داؤد کے بہت سے فوجی ہلاک ہو گئے؛[۳]

اڑیسہ میں اکبری فوج جانی بیگ سے برسرپیکار ہوئی، تو اس لڑائی میں بھی شاہی فوج

---

[۱] تفصیل کے لئے دیکھو تزک بابری اردو ترجمہ ص ۲۰۱، ۲۰۴ و ۲۰۳ [۲] اکبر نامہ جلد اول ص ۱۰۶-۱۰۷ - [۳] اکبر نامہ جلد دوم ۳۶-۳۵ - [۴] بدایونی جلد دوم ص ۱۹۴،